اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

۲۱ - مئی سنہ ۱۹۱۲ء

الحکم

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت چندہ

حال میں پیشگی لیجائیگی

عوام سے ..... صہ

خواص سے عـہ

ہندوستان سے باہر } ے

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے }

چہ گویم باتو از ذاتی چہاور قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

جلد ۱۶ | قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے | نمبر ۱۹

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و منیجر

بھیرہ کے مشہور مقدمہ توہین مورتی کا فیصلہ عدالت اپیل سے

اخبارین دنیا واقف ہے کہ بھیرہ کے بعض معزز مسلمانوں پر وہاں کے ہندوؤں نے ایک مقدمہ توہین مورتی کا چلایا تھا۔ اور ہندو پریس نے آسمان سر پر اٹھا لیا تھا اسکا فیصلہ عدالت ڈسٹرکٹ جج سے ہوا تھا اس زمانہ میں نہ صرف وہ معزز ملزمان بری ہوئے بلکہ مدعی بذیر دفعہ ۱۹۳ و ۲۰۹ ۔ مقدمہ چلائیکا حکم ہوا تھا۔ اس کا اپیل مدعی نے ڈویژنل کورٹ میں کیا۔ اب اس کا فیصلہ عدالت اپیل سے بھی وہی بحال رہا ہے عام لوگوں کی اطلاع کے لئے اس فیصلہ کو شائع کیا جاتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آخر حق کی فتح ہوئی (ایڈیٹر)

بھیرہ کے مشہور جھگی کے معاملہ کے

ایک ضمنی مقدمہ میں جناب صاحب ڈویژنل جج شاہپور بمقام سرگودہ کے فیصلجات اپیل دیوانی ملک وزیر چند پلیڈر وکیل اپیلانٹ۔ خانصاحب شیخ عبد الحق پلیڈر وکیل رسپانڈنٹ ۱ مسٹر سراج الدین احمد ایڈوکیٹ وکیل رسپانڈنٹ ۲ رسپانڈنٹان اصالتاً بھی حاضر ہیں۔ اپیلانٹ بھی اصالتاً حاضر ہے۔

فیصلہ۔ یہ بھیرہ کی جھگی کے مقدمہ کی شاخ ہے جس میں مسٹر کا دون آئی سی۔ ایس۔ سب ڈویژنل مجسٹریٹ نے بتاریخ ۲۲۔ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء زیر دفعہ ۱۲۹ ایکٹ نمبر ۲۰ بابت سنہ ۱۸۹۱ء یعنی میونسپل ایکٹ سابقہ بادا ہریداس کو مجرم قرار دیا تھا اور اسپر بپاداش خلاف ورزی تحریری نوٹس جو بہ طریق جائز میونسپل کمیٹی بھیرہ نے نافذ کیا تھا مبلغ عہ جرمانہ کیا تھا بادا ہریداس کو اس جھونپڑی یا جھگی کے ہٹانے کے واسطے نوٹس دیا گیا تھا جو اس نے منڈی کے صحن میں بنائی تھی۔ اور یہ مسلم ہے کہ صحن مذکور پر کوچہ کی تعریف حاوی ہے۔ بادا ہریداس بیراگی فقیر ہے۔ اور جھگی میں اس کے پاس ہندو دیوتاؤں کی مورتیاں تھیں۔ میں نے اس کی درخواست بابت نگرانی حکم مسٹر کادون بتاریخ ۲۔ مئی سنہ ۱۹۱۰ء نامنظور کی اور اس کی مزید نگرانی بعدالت چیف کورٹ آنریبل مسٹر آرتھر ریڈ نے بتاریخ ۵۔ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء نامنظور کی ازاں بعد میونسپل کمیٹی بھیرہ نے اپنے ریزولیوشن نمبر ۵ رقم زدہ ۱۱۔ نومبر سنہ ۱۹۱۰ء کی رو سے یہ فیصلہ کیا کہ بادا ہریداس کو ایک نوٹس دیا جائے کہ نوٹس وصول ہونے کے چھ گھنٹہ کے اندر جھگی کو ہٹا دے اور بصورت خلاف ورزی کمیٹی جھگی کو حسب دفعہ ۴ (۳) میونسپل ایکٹ اپنے افسران کے ذریعے ہٹوا دیگی۔ بتاریخ ۲۱۔ دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء بادا ہریداس پر اس نوٹس کی تعمیل ہوئی تھی اس نے جھگی کو نہیں ہٹایا اور آخرکار بتاریخ ۲۔ مئی سنہ ۱۹۱۱ء جھگی اور اس کی توسیع مسٹر ویکفیلڈ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر مسٹر گوگس صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس و تحصیلدار صاحب پریزیڈنٹ اور سکرٹری و چند ممبران میونسپل کمیٹی کی روبرو ہٹا دی گئی۔ موجودہ نالش دلآزاری کی بناپر ہرجانہ دلانیکا دعویٰ ہے۔ ہریداس کی طرف سے نہیں بلکہ ایک شخص گنڈا مل کیطرف سے جھگی کے ہٹائے جانے کے بناپر نہیں بلکہ شیو کی دو مورتیوں کے ہٹائے جانے کی بناپر جھگی میں سے نہیں بلکہ منڈی کے چاہ ملحقہ جھگی مذکورہ کے طاق میں سے میونسپل کمیٹی پر نالش نہیں کی گئی بلکہ محمد علی جعفری اور فضل کریم ممبران کمیٹی کی ذات پر کی گئی۔ بیانات مندرجہ عرضیدعویٰ یہ تھا کہ جب جھگی ہٹائے جانے کے بعد ڈپٹی کمشنر بہادر و صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس بہادر اور دیگر افسران جاچکے تھے دونوں مدعا علیہم نے چاہ مذکور کے دونوں مدعا علیہم نے چاہ مذکور کے طاق میں سے شیو کی مورتیوں کو گروا دیا۔ انہیں شیو کریں لنگا ئیں خاکروبان کے حوالہ کر دیا۔ اور خاکروبان نے ان مورتیوں کو وہاں سے ہٹا دیا۔ مدعا علیہم کے ان افعال سے مدعی کی دلآزاری کی اور اس نے مبلغ الـ۔ بطور ہرجانہ دلانیکا دعویٰ کیا۔ فاضل ڈسٹرکٹ جج نے نالش کو خارج کیا ہے اور قرار دیا ہے کہ مدعا علیہم نے شیو کی دو مورتیوں کو چاہ مذکور سے نہیں ہٹایا اور کہ ہر دو مورتی ہائے مذکور بطور توسیع جھگی کے ہٹائی گئی تھیں۔ اور چونکہ کسی شخص نے ان کو پتا نہیں تلایا۔ گنڈا رام برہمن کانسٹیبل پولیس نے ان کو پورے پورے احترام سے ہٹایا۔ ان کو ایک چارپائی پر رکھا اور مندر واقع تھانہ بھیرہ میں لیگیا۔ مدعی بنارضی حکم مذکور اپیل کرتا ہے قطع نظر دیگر معزز شہادت بحق مدعا علیہم کے مسٹر ویکفیلڈ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور مسٹر گوگس صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس کی متفق اور معین شہادت کی موجودگی میں اس امر میں ذرہ برابر شک و شبہ باقی نہیں رہتا کہ مدعا علیہم نے شیو کی دو مورتیاں مذکور کو نہیں ہٹایا اور یہ کہ اس سے مدعی کو ان کی ذات کے خلاف کسی قسم کی بھی بنا سے دعویٰ حاصل نہیں ہے متعدد وجوہات اپیل پر فرداً فرداً بحث کرنا غیر ضروری ہے مدعا علیہم کی متفق شہادت محولہ بالا کی موجودگی میں شہادت پیش کردہ مدعی سوائے جھوٹ کے اور کچھ نہیں ہوسکتی۔ اس لئے میں اپیل کو خارج کرتا ہوں خرچہ رسپانڈنٹوں کو ملے۔ سرگودہ ۱۳۰ اپریل سنہ ۱۹۱۲ء

دستخط ایس ایس ہیرس ڈویژنل جج شاہپور ڈویژن

بمقدمہ فوجداری ملک وزیر چند پلیڈر بنجانب سائل و مسٹر عبد القادر بیرسٹرایٹ لا وکیل سرکار بحث سنی گئی۔ حکم ڈسٹرکٹ جج شاہپور نے گنڈا مل مدعی بذیر دفعات ۱۹۳ و ۲۰۹ تعزیرات ہند مقدمہ چلانیکا حکم علاوہ زیر دفعہ نمبر ۴۷۶ ضابطہ فوجداری صادر کیا ہے گنڈا مل حکم مذکور کی نگرانی کی درخواست کرتا ہے میرا فیصلہ بہ اپیل دیوانی ۶ بابت سنہ ۱۹۱۲ء رقمزدہ تاریخ امروزہ دیکھا جاوے۔ حکم عدالت ماتحت صحیح ہے اور اس میں مداخلت [illegible]

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے۔

اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹس کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مد نظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی

کے درس سے لئے ہوئے نوٹس اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں اور ملفوظات اور دیگر بزرگان امت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ انکو کیا آپ نے اب تک نہیں پڑھا۔ اگر نہیں تو ضرور پڑھیں۔ اس میں نور ہدایت اور شفا ہے

ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ

نوٹ: آٹھ پارے طیار ہیں آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے صرف آٹھ روپے لئے جاوینگے۔ معہ محصولڈاک

دفتر الحکم قادیان سے طلب کریں۔

مدرسہ عالیہ احمدیہ

ناظرین الحکم کو گذشتہ نمبر کے مطالعہ سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے سخت محنت اور جفاکشی کے ساتھ جو دورہ کیا ہے اس کی غرض اور مقصود یہ تھا کہ دوسرے اسلامی مدارس میں جو طریقہ تعلیم یا نصاب تعلیم یا طریق تربیت مروج ہے اگر اس میں سے کوئی حسنات ہیں اپنے دارالعلوم احمدیہ میں رواج دیئے کے قابل مل سکے تو اسے اختیار کریں۔ اسی مقصد کو مدنظر رکھ کر دارالعلوم احمدیہ کے قابل اور لائق اساتذہ کو ساتھ لیا گیا تھا۔ اس سفر کے نتائج کو انشاء اللہ العزیز احمدی پبلک کے سامنے آجاویں گے۔

مدرسہ عالیہ احمدیہ کی ضرورت پر اب کچھ زیادہ کہنے کی بات نہیں رہی۔ احمدی قوم سلسلہ عالیہ کی غایت کو سمجھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو احیاء اسلام کے لئے قائم کیا ہے اور اسلام کے احیا اور بقا کے لئے ایسے علماء کی ضرورت ہے جو **انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء** کے مصداق ہوں جن میں وہ نور فراست ہو جو **اتقوا فراسۃ المومن** میں بتائی گئی ہے **علما** کی ایسی جماعت محض علوم کی درسی کتابوں کے پڑھ لینے سے پیدا نہیں ہو سکتی۔ تعلیم کا اصل جوہر تو تربیت ہے۔ اگر تربیت ساتھ نہ ہو تو تعلیم ایک حد تک مضر ثابت ہوتی ہے ہمارے اس دینی دارالعلوم کی خوش قسمتی ہے کہ یہ اس بزرگ سیرۃ نوجوان کے انتظام کے نیچے ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاک نمونہ کو روز و شب دیکھا ہے اور نیز حضرت خلیفۃ المسیح کے پرشفقت ہاتھوں میں تعلیم و تربیت حاصل کی ہے اس سے میری مراد صاحبزادہ مرزا بشیر الدین **محمود احمد** سے ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کو بتایا کہ وہ اپنے **کاموں میں** اولوالعزم ہوگا اور **دین کا چراغ** ہوگا +

یہ خدا کا بتایا ہوا اولوالعزم ہستی دارالعلوم کیلئے کس قدر جوش انگیز لیں کھتا ہے اسکا مختصر اندازہ اس کام ہو سکتا ہے جو وہ دارالعلوم کیلئے کرتا ہے مدرسہ کے طلباء کے لئے خصوصیت سے بڑی لمبی دعائیں رات کی سنسان گھڑیوں میں کرنا اس کا معمولی شیوہ ہے جبکہ آبادی آدم کی آدھی سرزمین سوئی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ نوجوان اُٹھتا اور قوم کے ان بچوں کے لئے جن کی تربیت اور تعلیم کی ذمہ داری اس کے ہاتھوں میں حضرت امام نے دے رکھی ہے رو رو کر دعائیں کرتا ہے۔ وہ دعائیں کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے سوا اور ان فرشتوں کے سوا جو انہیں رب العزت کے حضور پہنچاتے ہیں کون جان سکتا ہے۔ مگر یہ بات ظاہر ہے کہ وہ دعائیں ان کی روحانی بھلائی اور اخلاقی بہتری اور دنیوی کامیابی کے اجزا پر مشتمل ہوتی ہیں۔ پس کیا ہی مبارک ہیں وہ بچے اور کیسے خوش قسمت ہیں وہ والدین جن کے بچے ان دعاؤں کے نیچے پرورش پا رہے ہیں۔ میں مدرسہ احمدیہ کے ان تمام طلباء اور ان کے والدین کو اس اعلیٰ نعمت کے حصول پر مبارکباد دیتا ہوں۔ میری خوشی کی تو کوئی حد نہیں رہتی جب میں اس اولوالعزم بزرگ کی ان دعاؤں کا تصور بھی کرتا ہوں +

پھر آپ طلباء کی حاضری غیر حاضری رخصت بیماری کے تمام معاملات روزانہ اپنے نوٹس میں لاتے ہیں اور ان کی تعلیمی حالت کا معائنہ تو معمولی امر ہے بورڈنگ ہوس کا اتفاقی معائنہ کر کے دیکھتے رہتے ہیں کہ طلباء کی اخلاقی نگہداشت کیسے ہو رہی ہے ان باتوں کے علاوہ آپ نے اپنے اوقات گرامی کا ایک خاص وقت اس سال ایک جماعت کو دیا ہے جس جماعت کو یہ فخر حاصل ہوا ہے میں سے اور بھی خوش قسمت قرار دیتا ہوں کہ ان کے سامنے اس اولوالعزم انسان کی زندگی کا پاک نمونہ رہتا ہے اس جماعت کو کس دلسوزی سے پڑھاتے ہیں یہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے دوسرے مدرسوں میں ایک تنخواہ پانیوالا معلم بھی اس محنت سے کام نہ کرتا ہوگا جس محنت سے یہ کسی معاوضہ کا کبھی خواستگار نہ ہونیوالا پاک وجود کام کرتا ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کا ارادہ ہے اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق اور وقت دیا تو اس ایک جماعت کو آپ اس وقت تک کہ دارالعلوم احمدیہ میں ان کا تعلیمی کورس درجہ تکمیل تک پورا ہو پڑھاتے رہینگے یہ عظیم الشان ارادہ اس پیشگوئی کے نیچے ہے جو آپ کے اولوالعزم ہونے کی ہے۔ پھر اس کے ساتھ ہی آپ نے طریقہ تعلیم میں اس فطرتی طریق کو مدنظر رکھا ہے جو اس وقت کہیں بھی رائج نہیں۔ تعلیم زبان عربی کے لئے آپ ایک ایسا کورس طیار کر رہے ہیں جو فطرتی طریق تعلیم پر مبنی ہوگا۔ اس وقت اس کی مزید تشریح میں نہیں کر سکتا میری غرض اس مختصر سے مضمون میں یہ بتانا ہے کہ مدرسہ احمدیہ میں آئیوالے طلباء کو بعض خاص فوائد حاصل ہیں اس لئے احباب کو چاہیئے کہ ابھی جبکہ آغاز سال ہے وہ اپنے بچوں کو بھیجدیں مدرسہ احمدیہ کے لئے افسوس ہے سکول اور بورڈنگ میں گنجائش کم ہو گئی ہے۔ جسقدر کمرے بورڈنگ اور مدرسہ کے لئے اس وقت تک دیئے گئے تھے وہ سب پر ہیں اور ایک جماعت بورڈنگ ہوس میں بیٹھ کر تعلیم پاتی اور بورڈروں کے لئے تنگی ہو رہی ہے۔ چونکہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت کا عظیم الشان کام شروع ہے اس لئے کسی جدید عمارت کا کام شروع ہونا مشکل ہے۔ میری رائے میں اگر امسال موسم گرما کی تعطیلات میں مدرسہ احمدیہ کے طلباء کا بعض خاص اساتذہ جیسے مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب مدظلہ کی نگرانی میں ایک وفد بھیجا جاوے تو احمدی قوم اسے بڑی خوشی سے لبیک کہیگی۔ اور اس مرتبہ **وفود** کی تقسیم کر دیجاوے۔ یعنی کچھ علاقے مدرسہ احمدیہ کے لئے مختص کر دئے جاویں اور کچھ ضلع مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے مدرسہ احمدیہ کو طالب العلم آخر مبلغین کی جماعت خدا کے فضل

سے بننے والے ہیں جو ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر کے ارشاد عالی کے ماتحت تیار ہو رہی ہے۔ ان کے باہر نکلنے سے قوم کو انشاء اللہ اندازہ کرنے کا موقعہ مل سکیگا کہ یہ مدرسہ کس قسم کے طالبعلم طیار کر رہا ہے اس تجویز کے ماتحت جو وفد نکلیگا وہ انشاء اللہ العزیز بلا ترد‌د واپس آئیگا۔ خدا کا برگزیدہ مامور اپنی قوم میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی ایک سپرٹ پیدا کر گیا ہے وہ بچے جو کل کو حضرت امام کے سلسلہ کے روشن چراغ ہونیوالے ہیں جب قوم کے دروازے پر مدرسہ کی ضروریات کو لیکر جائینگے احمدی قوم اپنے ان نونہالوں کے دامن گوہر مراد سے کپڑے بیچ کر بھی پر کرنے کو تیار ملیگی۔

مدرسہ کی بڑھی ہوئی ضروریات قوم کی ذمہ واری کو بڑھا رہی ہیں۔ مدرسہ تعلیم الاسلام جو ہماری دوسری آنکھ ہے اس کے لئے فیس کی ایک بڑی اعانت ہے گورنمنٹ کی امداد بھی مل رہی ہے گویا دوسرے الفاظ میں یوں سمجھو کہ اب وہ قریباً اپنا بوجھ آپ اٹھا رہا ہے۔ لیکن مدرسہ احمدیہ کی تمام ضروریات قوم کو پورا کرنا ہے اس کے لئے اگر عمارت کی ضرورت ہے تو اس کا انتظام قوم کو کرنا ہے اس کے لئے اگر وظائف کی حاجت ہے تو یہ مدد بھی قوم نے دینا ہے کیونکہ اس مدرسہ میں نہ فیس کا لگانا موزوں ہو سکتا ہے اور نہ سرکاری امداد مل سکتی ہے اور نہ لینی چاہیئے۔ خدا کے فضل سے ہم امید کرتے ہیں کہ قوم اپنے اس فخر اور وقار کو قائم رکھنے کے لئے توجہ کریگی۔ مدرسہ احمدیہ کے لئے خصوصیت سے مستقل چندہ دینے والوں کی حاجت ہے اور ایسے بزرگوں کی ضرورت ہے جو اپنے بچوں کو اپنے خرچ پر مدرسہ احمدیہ میں تعلیم کے لئے بھیجیں ساری توفیق اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے

لنگر خانہ کی سُنی گئی

لنگر خانہ کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آخری وقت تک اس کا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھا آپ کی وفات کے بعد لنگر خانہ کا انتظام صدر انجمن کے ہاتھ میں آیا صدر انجمن نے اپنے مقدور بھر اس کے بہترین انتظام کے لئے کوشش کی مگر ایک خاص باعث سے جسکے متعلق تسلی بخش انتظام کے لئے حضرت صاحبزادہ صاحب کو توجہ کرنیکا ارشاد فرمایا تھا۔ اسی طرح پر لنگر خانہ کیطرف توجہ کرنے کا حکم دیا ہے صاحبزادہ صاحب نے لنگر خانہ کے انتظام کا چارج لے لیا ہے اور وہ اس کے لئے ایک انتظامی سکیم سوچ رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کی طبیعت میں غور و فکر کی قوتیں فطرتاً رکھی ہیں اور اولوالعزم تو آپ کا نام ہی رکھا ہے آپ نے ایک زمانہ تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس دلسوزی کو دیکھا ہے جو آپ کو لنگر خانہ کے متعلق تھی۔ جسطرح وہ اکرام ضیف چاہتے تھے اور مہمانوں کی دلجوئی اور راحت رسانی کا جسقدر فکر آپ کو تھا وہ حضرت صاحبزادہ صاحب روز و شب دیکھتے تھے۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح نے جس درد اور جوش کے ساتھ آپکے سپرد یہ خدمت کی ہے وہ ان دعاؤں کو اپنے ساتھ رکھتا ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح آپ کے لئے کرتے ہیں ان اسباب کے ماتحت یہ یقین کرنا اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرنا ہے۔ کہ لنگر خانہ کی بہت جلد اصلاح ہو سکیگی۔ قوم کا کام اب یہ ہوگا گو پہلے سے بھی وہ اس کام میں مصروف ہے مگر اب سے زیادہ مستعدی اور ہمت سے کام لینا ہوگا کہ لنگر خانہ کی ضروریات پر نظر کر کے اس کی مالی حالت کی اصلاح کے لئے وہ متوجہ ہو۔ مہمان خانہ کی عمارت کا سوال بہت بڑا سوال ہے

مہمان خانہ کے متعلق ضروری سامان چارپائیاں وغیرہ مطلوب ہیں اس کے لئے جن علاقوں میں چارپائیوں کے لئے بان میسر آ سکتا ہے وہاں سے احباب بان روانہ کریں اور ایسا ہی دوسری ضروریات کے متعلق خیال رکھیں۔ صاحبزادہ صاحب کو لنگر خانہ اور مہمان خانہ کے انتظام میں اسیقدر سہولت ہوگی جسقدر احباب اسطرف زیادہ متوجہ ہونگے صاحبزادہ صاحب کو مصروفیت مدرسہ احمدیہ تشحیذ الاذہان اور انصار اللہ کے کاموں کے متعلق بھی ہے اور اضافہ ہے۔ اس لئے قطع نظر ان مالی امدادوں کے جو احباب کو ان کاموں کے چلانے کے لئے دینی لازمی ہیں سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ احباب دعا کریں کہ "اللہ تعالیٰ ہماری آنکھوں کے اس نور کو ترقی دے اور وہ اپنے نیک کاموں میں ہر قسم کی سہولتوں کو پاتا ہوا تندرستی اور عافیت کے ساتھ رہے" انصار اللہ خصوصاً صاحبزادہ صاحب کے لئے دعائیں کریں۔

حیات نور کا ایک ورق

حضرت خلیفۃ المسیح کی سیرۃ کا کام میرا دماغ ہی نہیں قلم بھی خدا کے فضل سے کر رہا ہے۔ اور اگر ایک سو بزرگ اس مقصد کے لئے پانچ پانچ روپیہ دینے پر آمادگی ظاہر کر دیتے تو میں انشاء اللہ العزیز اس پاک سیرۃ کو پریس میں دینے کے لئے طیار ہو سکتا ہوں۔ الحکم میں حیات نور کے اوراق مختلف وقتوں میں چھپتے گئے ہیں۔ اور الحکم کے ناظرین بخوبی دیکھ کر جسقدر مسرور ہوئے ہیں اسکا اندازہ ان خطوط سے ہو سکتا ہے جو وقتاً فوقتاً میرے پاس آئے مگر

میں آئندہ حیات نور کی قدردانی کا اندازہ ان خطوط سے کرنا چاہتا ہوں جو اس کی اشاعت وطبع کے لئے اپنی جیب کو حرکت دے سکیں چند دوستوں نے مجھے پہلے لکھا تھا کہ وہ اس مقصد کے لئے پانچ پانچ روپیہ دینے کو تیار ہیں مگر میں ان کے خطوط محفوظ نہیں رکھ سکا یا کم از کم ان کی تلاش کے لئے کافی وقت چاہیئے۔ اس لئے وہ بھی پھر اطلاع دیں جس وقت سو آدمی اس کام میں مدد دینے والے پیدا ہو جائیں اسیوقت انشاء اللہ العزیز حیات نور کی تکمیل اور طبع کا کام شروع ہو جائیگا۔ اب عملی توجہ بتائیگی کہ کہ احمدی قوم اپنے امام کی سیرۃ کو کس جوش سے لینا چاہتی ہے۔ اور یہ خدا کا خاص فضل ہے کہ وہ بالاتفاق ایڈیٹر الحکم کو اس تالیف کی ترتیب کا کریڈٹ دینے کو آمادہ ہو رہا ہے

غضب اور غصہ کے نظارے

نورالدین انسان ہے انسانی قوتوں اور جذبات کا وہ ایک مجموعہ ہے۔ اور یہ امر اس کے کمال کی ایک دلیل ہے۔ جن لوگوں نے فلسفہ قویٰ پر کتابیں لکھی ہیں انھوں نے بھی اور علم اخلاق کے مصنفین نے بھی بالاتفاق تسلیم کیا ہے کہ انسان کو جس قدر قویٰ دئے گئے ہیں وہ دراصل اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوتیں ہیں اور اخلاق کے مجتمے ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں فلسفہ اخلاق پر بحث کرتے ہوئے دکھایا ہے کہ خلق کے اصل ارکان علم غضب اور شہوت ہیں اور ان ہرسہ قوتوں کے اعتدال کا نام حسن اخلاق رکھا گیا ہے۔ پس نورالدین کے اخلاق کے موازنہ میں حیات نور کا مولف اس پیمانہ اور میزان کو اپنے زیر نظر رکھتا ہے مجھے یہاں نورالدین کی زندگی میں غضب اور غصہ کے بعض نظارے دکھانے مقصود ہیں

اگرچہ فلسفہ اخلاق کی تقسیم کے موافق غضب کے نظاروں میں اس کی خودداری۔ دلیری۔ آزادی استقلال ثبات۔ وقار وغیرہ شاخوں کا ذکر اس کے واقعات زندگی میں دکھا سکتا ہوں لیکن اخبار اس پورے بیان کا متحمل نہیں اس کی تشریح اور تفصیل خدا کے فضل سے حیات نور میں ہوگی

غضب اور غصہ انسان کے اندر دراصل اس کی عزت و آبرو اور جان و مال کی حفاظت کا ذریعہ ہیں اس قوت کا خاصہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی انسان کو قولاً یا فعلاً ضرر پہنچانا چاہے تو یہ قوت جوش میں آکر اس کا مقابلہ کرتی ہے۔ اس لحاظ سے اس کے بقا کے لئے یہ قوتیں ضروری ہیں پس جب ہم کہتے ہیں کہ نورالدین کو غصہ آتا ہے یا وہ بعض وقت غضب میں ہوتا ہے تو اس سے ہم کبھی یہ مفہوم نہیں لے سکتے کہ

ایسا کہنے سے اس کی ہتک کرتے ہیں

جو لوگ ایسا سمجھتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں۔ دیکھنے کے قابل تو یہی نظارہ ہے کہ جب نورالدین غصہ میں آتا ہے تو کیوں آتا ہے اس وقت اس سے جو افعال سرزد ہوتے ہیں وہ اس کو کس رنگ میں پبلک کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ کیا اس حالت میں غور و فکر انجام اندیشی اور خوداختیاری سے وہ نکل جاتا ہے اور جو کچھ کرتا ہے بے اختیار ہو کر کرتا ہے یا اس حالت میں بھی اس کا اپنی ان قوتوں پر کوئی کنٹرول ہوتا ہے؟ یہ موازنہ اور معائنہ نہایت دلچسپ ہے۔ اس کے لئے آؤ تمہیں میں نورالدین کے گھر میں لے چلوں

نورالدین کی یہ پرائیوٹ زندگی ہے۔ اس وقت اس کے مریدوں اور دوستوں کا کوئی حلقہ اس کے سامنے نہیں جن میں اسے اپنے وقار اور متانت کو قائم رکھنا ایک دنیادار اور خودغرض انسان کے خیال کے موافق ضروری ہو۔ وہ جوش میں ہے اور اس کی غضبی قوت ہیجان میں ہے مگر عین اعتدال پر وقار اور متانت کے نیچے اس کی مخاطب اس کی رفیق اور غمگسار بیوی ہے وہ اسے ڈانٹتا ہے کس بات پر؟ کیا اس لئے کہ اس نے خانہ داری کے معاملات میں کوئی نقص پیدا کر دیا ہے۔؟ کیا اس لئے کہ اس نے نورالدین کے کھانے پینے کے انتظام میں سستی کی ہے؟ کیا اس لئے کہ اس کے مال کو بیجا خرچ کر دیا ہے؟ ان باتوں میں سے ایک بھی نہیں اس لئے کہ وہ عورتوں کے حقوق کا بہت بڑا حامی ہے وہ عورتوں کے مالی معاملات کی تفتیش اور تحقیق کو خانگی نزاعوں اور کدورات کا مقدمۃ الجیش قرار دیتا ہے اور اس نے اپنی عملی زندگی سے یہ دکھا دیا ہے کہ تمام عمر میں کبھی اس نے اپنی بیوی کے حساب کا جائزہ نہیں لیا اور جو دیا اس کا حساب نہیں پوچھا کھانے پینے کا وہ اپنے بقائے نفس کے لئے ایک حد تک حاجتمند ضرور ہے۔ مگر وہ کسی عادت کا غلام نہیں جو کچھ اس کے سامنے رکھ دیا گیا ہے ہمیشہ الحمدللہ کہہ کر کھا لیا ہے۔ پھر یہ جوش کیوں ہے؟ اس جوش کی علت معلوم ہونے پر اس غضب کی حقیقت کھل جاتی ہے اور یہی نورالدین کی زندگی میں اس قوت کے استعمال کا راز ہے *

نورالدین اپنے گھر میں مستورات اور لڑکیوں کو قرآن مجید کا درس دیتا ہے قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا اور سمجھانا اس کی زندگی کا مقصد اور اس کی روحانی غذا ہے۔ جہاں کثرت سے مستورات جمع ہوں اور صبح سے لیکر نو دس بجے تک یہ سلسلہ جاری رہے وہاں گھر کے کاروبار میں دقت کا پیدا ہونا ضروری امر ہے۔ اور بڑے سے بڑے حوصلہ اور خلیق عورت تو کجا مرد کا گھبرا جانا ممکن ہے ان عورتوں یا لڑکیوں کے اجتماع کی وجہ اور تنگی مکان کے باعث خلیفۃ المسیح کی بیوی کسیقدر تیزی یا ترش روئی سے ان قرآن سننے والیوں سے پیش آئی ہے نورالدین کو یہ ادا سخت ناگوار ہوئی ہے کہ کیوں قرآن

کریم پڑھنے والیوں سے اسطرح سے سلوک کیا جاوے جہاں ہم دوسرے گھروں میں دیکھتے ہیں کہ سالن میں نمک کی کمی بیشی پر یا معمولی مٹی کے ایک برتن کے ٹوٹ جانے پر آفت بپا ہو جاتی ہے نورالدین کو اپنی معاشرت میں اگر کوئی چیز بیوی پر ناراض کرسکتی ہے تو وہ ایک ہی امر ہے کہ

اس کی وجہ سے قرآن کریم کی تبلیغ و اشاعت میں کوئی روک نہو

کیا وہ اپنی اس تنبیہ میں کیا زبان یا ہاتھ کی سختی سے کام لیتا ہے ؟ نہیں وہ اسے وعظ کرتا ہے مگر اس کے لہجہ میں صرف تنبیہ کا رنگ ہے نورالدین جو کچھ کہتا ہے اس کا مفہوم یہ ہے:-

"اللہ تعالیٰ کا شکر کرو تمہارے گھر میں اس قدر قرآن شریف کھلتے ہیں قرآن مجید کی تلاوت پر خدا تعالیٰ کے برکات اترتے ہیں۔ میں کسقدر سخت بیماری کے منہ سے نکلا ہوں۔ زندگی کا کیا اعتبار ہے میری بیماری میں تم نے دیکھ لیا تھا کہ ایک زمانہ تک مجھے اس نعمت کا موقعہ نہیں ملا تمہارے گھر میں کون آتا تھا۔ اب خدا تعالیٰ نے مجھے پھر موقع دیا کہ اپنے فضل سے مجھے زندگی دی۔ صحت دی میں خدا کے کلام کو سناتا ہوں اور جب تک زندہ رہونگا سناتا رہونگا۔ جب اس کا فضل شامل حال ہو۔ پس ان آنیوالیوں کی کثرت سے اگر تم گھبراتی ہو تو مجھے تکلیف دیتی ہو مجھ سے دعا لو۔ ناراض نہ کرو۔ اور پھر ایسی بات پر جو مجھے کبھی پسند نہیں ہے۔"

ناظرین یہ مفہوم ہے جو غیر کے واسطے سے میرے پاس پہنچا۔ یہ نورالدین کے غضب کا نظارہ ہے۔ یہ غضب کیسا مبارک کیسا خوش آیند ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غصہ کی حالت میں اپنی زبان اور ہاتھ پر قابو رکھتا ہے اور انھیں خدا تعالیٰ کی حکومت کے نیچے رکھتا ہے۔ کسی شخص کے اخلاق کے موازنہ کا وہ وقت عجیب ہوتا ہے جب وہ کسی غصہ کی حالت میں ہو یا کسی تکلیف میں مبتلا ہو مجھے نورالدین کی زندگی میں ایسے نظارے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے اور ان تمام موقعوں میں نہ صرف میں نے بلکہ سینکڑوں انسانوں نے اس کو دیکھا ہے کہ اعتدال سے نہیں گذرتا۔ اور اگر کچھ کہتا ہے تو صرف نصیحت اور وعظ

ابھی چندروز کا ذکر ہے قرآن مجید کا درس ختم ہو کر نیا دور شروع ہونیوالا تھا بعض خدام کیطرف سے ایسی باتیں سامنے آئیں جو صراط مستقیم سے ہٹی ہوئی اور نہ اخلاقی کمزوری کا منظر تھیں۔ اسپر آپ کو رنج و غصہ آیا اور اس کا اظہار درس میں کیا۔ اور بڑے جوش سے کیا۔ مگر آخر میں فرمایا۔

"اگرچہ آج مجھے سخت جوش آیا ہے اور اس جوش کیوجہ سے تڑپ کم ہوتی ہے مگر اللہ کے فضل سے قرآن مجید نہایت اخلاص اور سرور ہی سے سنایا ہے۔ اور یہ جوش اور غصہ تمہاری بھلائی کے لئے ہے میں جی نہیں چاہتا کہ میں تمھیں ایسی حالتیں دیکھوں جو خدا کی پسندیدہ نہیں۔"

ایک لائق ڈاکٹر کی قابل قدر خدمات

اگرچہ ہماری محسن گورنمنٹ اپنے وفادار اور دیانتدار ملازموں کی خدمات کی ہمیشہ قدر کرتی ہے مگر بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی شخص کی خدمات نمایاں طور پر پیش نہیں ہوتی ہیں جس کیوجہ سے ایک قابل قدر ملازم اپنے حقوق سے محروم رہجاتا ہے۔ ہاں جب کبھی اس کا معاملہ ذمہ دار آفیسروں کے سامنے آتا ہے وہ اسپر توجہ کرتے اور اس کے حقوق کی حفاظت فرماتے ہیں اسی امید پر میں آج اپنے مکرم دوست ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب پنشنر سب اسسٹنٹ سرجن کی خدمات کا مختصر سا تذکرہ کرکے افسران بالادست کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ایسے قابل اور وفادار شخص کی گذشتہ خدمات کا لحاظ کرکے اسے شاہی عطیہ سے نوازا جاوے۔

یہ ایک ظاہر بات ہے کہ ایک ڈاکٹر کی پوزیشن بڑی نازک اور ذمہ داری کی پوزیشن ہے۔ ایک ایک موقعہ پر اس کے سامنے مریض کی زندگی اور موت کا سوال آجاتا ہے جسقدر ڈاکٹر خوش اخلاق خدا ترس اور اپنے فن میں ماہر اور تجربہ کار ہو اسیقدر اس کا وجود مفید ہوسکتا ہے۔ ورنہ ذراسی بے احتیاطی سے جان جانیکا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے اسکو اپنے فن میں بڑا محتاط اور سنجیدہ ہونا چاہیئے۔

ڈاکٹر الٰہی بخش جن کا ذکر میں اس مضمون میں کرنا چاہتا ہوں میڈیکل کالج کے زمانہ سے پنشن لینے کے وقت تک ہمیشہ ایک لائق اور معتمد علیہ ڈاکٹر کی حیثیت سے کام کرتے رہے ہیں۔ یہ امر ان کے ان کثیر التعداد سندات سے ظاہر ہے جو وقتاً فوقتاً انھیں ملے ان کی قابلیت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ وہ جب سکول سے کامیاب ہو کر نکلے تو سب سے اول رہے۔ جسپر اس زمانہ کے دستور کے موافق ان کو انعام دیا گیا۔ دوران ملازمت میں بعض نہایت مشکل اور خطرے کے مقامات پر ان کی ڈیوٹی رہی مگر انھوں نے ایک جفاکش اور مستقل مزاج انسان کی طرح اپنے فرائض کو ادا کیا۔ جہاں جہاں انھوں نے کام کیا ہمیشہ وہاں کی پبلک اور اعلیٰ آفیسران کے کام اور اخلاق سے خوش رہے۔ اسوقت موقعہ نہیں کہ میں ان مقامات کا ذکر کروں جہاں انھوں نے بطور ایک میڈیکل آفیسر کے کام کیا میں صرف ایک دو خاص موقعوں کا ذکر کرونگا۔

ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کی قابلیت مستعدی اور سلیقہ دیانتداری اور کونفیڈنس کی وجہ سے انھیں چترال کے مہتری دربار کے لئے منتخب کیا گیا مہتر چترال کے دربار میں ایک ڈاکٹر کی حیثیت سے کام کرنے کیلئے

جو صفات ہونی چاہئیں وہ ڈاکٹر الٰہی بخش میں تسلیم کی گئیں تھیں اور یہ انتخاب افسران بالادست کا سرسری نہ تھا بلکہ واقعات نے بتا دیا کہ یہی **بہترین انتخاب** ہے۔ کچھ عرصہ بعد چترال میں سردار نظام الملک مہتر چترال کا قتل ہو گیا اور وہاں خطرناک غدر ہو گیا ایسے موقعہ پر ہوش و حواس کو قائم رکھنا اور فتنہ بغاوت میں دلیری اور مستعدی کے ساتھ کام کرنا ہر شخص کا کام نہیں ہو سکتا مگر ڈاکٹر صاحب نے جو خدمات سرکار انگریزی کی اس موقعہ پر کیں وہ بینظیر ہیں۔ اس غدر کو فرو کرنے کے لئے سر جارج رابرٹسن صاحب بہادر برٹش ایجنٹ گلگت متعین ہوئے۔ اور ایک خطرناک جنگ پیش آگئی دوسرا سب اسسٹنٹ سرجن جو ساتھ تھا وہ مارا گیا اور ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کو کام کرنا پڑا کام کی کثرت جنگ کے خطرات کئی سو مریضوں و زخمیان کی نگرانی یہ آسان کام نہیں یہ تو وہ تعداد تھی جو گویا مریضان اندرونی تھے اور بیرونی مریضوں کی تعداد اس کے علاوہ تھی اور جب تک محاصرہ رہا تنہا کام کرتے رہے۔ لفٹنٹ کرنل سر جارج رابرٹسن صاحب کے۔ سی۔ ایس آئی نے نہایت حوصلہ افزا الفاظ میں ان کے کام کی تعریف کی اور کہا کہ تمام محاصرہ میں اول سے آخر تک ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کی کارروائی نہایت ہی قابل تحسین تھی جس سے ماتحت میڈیکل ڈیپارٹمنٹ بھی قابل تعریف ٹھہرتا ہے جس میں اس نے تربیت حاصل کی؟

دوسرے الفاظ میں یوں کہنا چاہئے کہ ڈاکٹر صاحب کی خدمات نے نہ صرف اپنے **ڈیپارٹمنٹ کی عزت** کو **قائم رکھا** بلکہ اپنے **کالج** کی عزت کو شہرت دی ایسے **خطرہ** اور **خوف** کے موقعہ پر جو خدمات وفاداری اور کامل محنت سے کیجائیں کچھ شک نہیں کہ وہ خاص قدردانی کو چاہتی ہیں۔

کرنل ایس ٹل سول سرجن راولپنڈی نے جن کے ماتحت انھوں نے سالہا سال تک کام کیا ہے بحیثیہ ان کے کام سے مطمئن رہے اور انھوں نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر راولپنڈی کو ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کے کام کے متعلق سفارشی رپورٹ کرتے ہوئے لکھا کہ

جو سفارش میں ہاسپٹل اسسٹنٹ الٰہی بخش کیطرف سے گورنمنٹ میں کر رہا ہوں اس کے متعلق جو خط و کتابت ہے اسکو پڑھ کر میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس امر میں میرے ساتھ اتفاق کرینگے۔ کہ تھوڑے ہی میڈیکل سب ارڈینٹ ایسے ہونگے جن کو لمبی اور قابل تحسین ملازمت کیوجہ سے خاص پرسنل الاؤنس حاصل کرنیکا اس قدر حق حاصل ہو جسقدر ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کو ہے خصوصاً جبکہ **ان کی ملازمت کے عرصہ میں ایسا واقعہ ہوا جو تاریخ ہند میں یادر ہیگا اور اس وقت انھوں نے میڈیکل ڈیپارٹمنٹ کی عزت کو نہایت ہی قابلیت سے قائم رکھا**"

ان الفاظ پر مجھے کچھ بھی اضافہ کرنے کی حاجت نہیں ہے ڈاکٹر صاحب کی خدمات کا جن قابل یادگار الفاظ میں ایک ذمہ وار افسر نے اعتراف کیا ہے وہ کافی ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ ان خدمات کا لحاظ کر کے ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کے ساتھ کیا خاص مراعات کیگئیں؟ یہی ایک امر ہے جو میں **سر لوئی ڈین** کی نہایت بیدار مغز گورنمنٹ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔

چھوٹی چھوٹی خدمات کی قدر دانی ہو کر آج لوگ گورنمنٹ سے **خانبہادر** اور **رائے بہادر** کے خطابات حاصل کر رہے ہیں۔ مگر ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب نے جو خدمات مہم چترال میں کی ہیں وہ **میڈیکل ڈیپارٹمنٹ** کی عزت کو قائم رکھنے والی قرار پا کر بھی اسے کسی ایسے **خطاب** سے سرفراز نہ فرمایا جاوے اور نہ **نہری آبادی پر کوئی رقبہ عطا** فرما کر ان کی قدردانی ہو

ڈاکٹر صاحب نے چترال کی مہم پر ہی خدمات نہیں کیں بلکہ انکی قابلیت۔ مستعدی اور کونفیڈنس کے لحاظ سے انھیں سنہ ۱۹۰۵ء کے آخر میں **ایران** بھیجا گیا اور بمقام **اہواز** وہ کام کرتے رہے قریباً تین سال تک ایران میں کام کیا اور پھر واپس ضلع راولپنڈی میں آگئے۔ ان تمام خدمات کو پیش کر کے میڈیکل ڈیپارٹمنٹ کے **ڈائرکٹر جنرل** کو توجہ دلانا بیموقعہ نہیں کہ وہ اپنے اس قیمتی **رتن** کی **عزت افزائی** اور **قدردانی** کے لئے خاص سفارش فرمائیں اور اب جبکہ وہ پنشن لیکر **رفاہ عام** کے کام میں لگے ہوئے ہیں ضرورت ہے کہ ان خدمات کا لحاظ کیا جاوے یہ امید کرنا بے محل نہیں کہ کم از کم انھیں **خانبہادر** کا خطاب دیا جاوے اور جدید نہر پر چند مربعے عطا فرما کر انکو بیش از بیش پبلک خدمت کا موقعہ دیا جاوے سر لوئی ڈین کی گورنمنٹ سے آخر میں امید کیجاتی ہے کہ وہ ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کے معاملہ پر غور فرمائیگی۔

ایک بیہودہ تجویز اخبارات سلسلہ کے متعلق

جیسا کہ معزز ہمعصر بدر کے ذریعہ معلوم ہو چکا ہے پشاور کی انجمن نے **اخبارات** سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق ایک **مخفی** تحریک کی ہے اور کوشش کیگئی کہ ایڈیٹران اخبارات کو اس سے محض ناواقف رکھا جاوے یہ **پشاور** کی جماعت کی کمزوری اور غلطی تھی اور ہے۔ اگر کوئی مفید اور نیک کام ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ اسکو مخفی رکھا جاوے اور قرآن کریم نے تو فیصلہ ہی کر دیا ہے **واللہ مخرج ما کنتم تکتمون** بہرحال تجویز یا تحریک کا خلاصہ یہ ہے کہ رسالہ **تشحیذ الاذہان** الحکم **بدر۔ نور۔ الحق وغیرہ یہ سب بند کر دیئے جاویں اور صدر انجمن احمدیہ ایک جدید اخبار جاری کرے تاکہ قوم پر اخبارات کی وجہ سے جو بوجھ ہے وہ کم ہو جاوے۔**

مجھے نہایت ہی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پشاور کی انجمن نے یہ ایک خطرناک **بدعت** پیدا کی ہے۔ اگر یہ تجویز کسی رنگ میں **مفید** اور **نیک نتائج** کی موجب ہو سکتی تھی تو اس کا کام یہ تھا کہ وہ اسے عام کرنے کی بجائے حضرت **خلیفۃ المسیح** مدظلہ العالی کے حضور پیش کر دیتی۔ وہ اس کے متعلق جو حکم مناسب

سمجھتے صادر کرتے۔ یہ اسکو مناسب نہیں تھا کہ ایک مخفی سوسائٹی کی طرح وہ لوگوں کو ایک تحریک سے متاثر کرتے۔ آئندہ امید ہے کہ کوئی شخص اس قسم کی بیجا جرأت نہیں کریگا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ ایک امام کے ماتحت ہے۔ اگر کوئی تحریک یا تجویز سلسلہ کی بہتری اور بھلائی کے لئے کسی کے خیال میں آئے تو اس کا پہلا کام یہ ہے کہ اسے حضرت امام کے سامنے رکھے اس کی فراست اس کا تجربہ اس کی ذہانت اور علم خدا کے فضل سے وسیع اور نیک ثمرات پیدا کرنیوالا ہے۔ یہ تو صرف اس اصولی غلطی کا اظہار ہے جو اس معاملہ میں پشاور کی جماعت سے ہوئی ہے اور نہایت مکروہ ہے

اب میں اس تجویز کے دوسرے پہلوؤں پر غور کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ تجویز مذکور محض اقتصادی پہلو کو لیکر پیش کی گئی ہے۔ گو اس کے موجبات اور محرکات کچھ اور ہیں مگر یہ بتایا گیا ہے کہ چونکہ **اخبارات قوم پر محض ایک بوجھ ہیں اس لئے انکو بند کر دیا جاوے**

یہ عجیب منطق غالباً بہت ہی تھوڑے دماغوں میں آسکیگی۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ ایک شخص کو اپنے بہت سے بچوں کو قتل کر دینا چاہئے کیونکہ ان کی وجہ سے زیادہ خرچ ہوگا۔ اور پچھلے جوان بچوں کو قتل کرکے اب ایک جدید بچہ پیدا کرینگے جو [illegible] اصولوں پر پرورش پائیگا۔ اس کا خرچ کم ہوگا۔ اگر کوئی شخص ایسا خیال دُنیا کے سامنے پیش کرے تو غالباً اسکو عقلمند کوئی نہ کہیگا۔

اگر یہ کلیہ درست قرار دیا جاوے تو ہمارے پشاوری دوستوں کو بہت مشکلات پیش آئینگی اور رفتہ رفتہ وہ **لنگرخانہ** پر ہاتھ صاف کرینگے اور کہدینگے کہ یہ بھی بوجھ ہے۔ مدرسہ بھی بوجھ ہے خصوصاً مدرسہ احمدیہ۔ دونوں کو ملا کر ایک کر دو اس قسم کی بہت سی تجویزیں پیش کرنیکا انہیں موقعہ ملیگا۔

اخبارات کی کثرت قوم کے **قومی** وقار اور **علمی** مذاق کا ثبوت ہے۔ جسقدر زیادہ اخبارات قوم میں ہونگے اسی قدر اس کی علمیت بڑھیگی کسی قوم کی علمی ترقی اور دلچسپی کا ثبوت اس کے پریس سے ہوتا ہے۔ مگر ہمارے پشاوری احباب چند پیسوں کی خاطر قوم کے علمی **مذاق** کو کچل دینا چاہتے ہیں۔ یا بالفاظ دیگر یہ کہو کہ جو بات ۱۶ سال کے عرصہ میں پیدا ہوئی ہے آج اس کا نام و نشان مٹا دیا جاوے۔ اُس زمانہ میں جبکہ قوم **کمزور** اور اُس کے **افراد** کی تعداد نہایت کم تھی اُس وقت وہ ایک سے زیادہ اخبارات کو نہایت عمدگی سے چلا سکتی تھی مگر آج وہ اس قابل نہیں رہی (نعوذ باللہ من ذالک) اس سے بڑھ کر قومی **عظمت** کی ہتک اور کیا ہوگی؟

کاش! ہمارے دوست اس تجویز کے نتائج اور اثرات پر غور کر لیتے تو کبھی ایسی بات مُنہ سے نکالنے کی جرأت نہ کی جاتی۔

مجھے کیا ان تمام لوگوں کو جو قادیان میں رہتے ہیں اور باہر والوں میں سے بھی اکثروں کو علم ہوگا کہ جب مسجد **نور** کی تعمیر شروع ہوئی اور اس کی شمالی اور جنوبی دیواریں معمولی طرز پر طیار ہونے لگیں تو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے سخت ناپسند کیا کہ کیوں اس کو ایسے طرز پر بنایا جاوے جس سے اس میں توسیع کی گنجائش نہو۔ بلکہ ان اصولوں پر اس کو بنایا جاوے کہ توسیع کے لئے آسانی ہو فرمایا تھا کہ کیا تم **چاہتے ہو کہ ہم سے پیچھے آنیوالی قوم یہ سمجھے کہ وہ لوگ بڑے تنگ حوصلہ تھے**

آپ کے اس ارشاد پر ان شمالی اور جنوبی دیواروں کو **محراب دار** بنا دیا گیا تاکہ جب قوم کو اللہ تعالیٰ اپنی ضرورتوں کے لحاظ سے موقعہ دے وہ اسکو آسانی کے ساتھ وسیع کرے۔ یہ واقعہ میں نے محض اس لئے لکھا ہے کہ ہمارا امام کیسی عالی **حوصلگی** اور **بلند ہمتی** کی **روح** ہم میں **نفخ** کرنا چاہتا ہے غور کرو **ساعات عسر** میں تو قوم ایک سے زیادہ اخبارات کے چلانے کو بار نہ سمجھے اور آج حضرت **مسیح موعود** علیہ السلام کے **وصال** کے بعد **خلافت اولیٰ** میں جو خدا کے فضل سے سلسلہ عالیہ کی **تاریخ ترقی** کا سنہری باب ہے اور جو عظیم الشان کامیابیوں کی جو بعد میں آنیوالی ہیں بنیادیں رکھ رہی ہے یہ **بدفالی** کیجاوے **کہ اخبارات کو بند کر دو۔**

یہ کیسی شرمناک **حرکت** اور خطرناک **بدعت** ہے۔ آنیوالی نسلیں ہماری ہمت و حوصلہ کی تعریف کن الفاظ میں کرینگی آہ! **لا تقتلوا اولادکم من خشیۃ املاق** پر بھی نظر نہیں۔ اس پہلو سے دیکھو کہ یہ تجویز کیسی سلسلہ کی **ہتک** کرنے **والی**۔ قوم کی **بے ہمتی** اور **کم حوصلگی** کا اعلان کرنیوالی ہوگی۔ (خدا نکرے کبھی ایسا ہو اور انشاءاللہ العزیز نہیں ہوگا) ہاں اگر **پشاور** کے ان مجوزین کو یہ بوجھ اور دکھ معلوم ہوتا ہے اور قومی اخبارات کی کثرت ان کے لئے **سوہان روح** ہے تو وہ اخبارات کو بند کر دیں خود نہ خریدیں اور دیکھ لیں کہ کیا ان کے ایسا کرنے سے کچھ نقصان پہنچ سکتا ہے

میں اپنے ان **معزز** اور **مکرم دوستوں** کو جو پشاور ہی میں الحکم اور دوسرے اخباروں کے سرپرست ہیں مستثنیٰ کرتا ہوں میں جانتا ہوں ان کو ایسی **لغو تجویز** سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ دل سے قومی اخبارات کی کثرت کے خواہشمند ہیں۔ پھر اس **تجویز** پر غور کرنیکا ایک اور پہلو ہے اور وہ یہ کہ اس تجویز پر عمل کرنا گویا بعض **نشانات** کو مٹا دینا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ **الحکم** اور **بدر میرے دو بازو اور پر ہیں**۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی **شخصیت** سے مراد **سلسلہ عالیہ احمدیہ** ہے۔ اب انکو بند کرنے کے معنی دوسرے الفاظ میں یہ ہیں کہ

تم چاہتے ہو اُن پروں کو کاٹ ڈالو

مقدمات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو پیشگوئی انجام مقدمات کے متعلق کی تھی وہ شائع شدہ آج بھی موجود ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود نے انجام مقدمات کو اپنے متقی۔ محسن راستباز ہونیکا ثبوت ٹھہرایا تھا اور یہ ظاہر ہے کہ ان مقدمات میں ایک عظیم الشان مقدمہ الحکم ڈیفیمیشن کیس بھی تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل ہاں محض فضل سے

الحکم کو ایک نشان بنادیا

اس نشان کو اب مٹانے کی کوشش! خدا سے ڈرو

بدر جاری ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء اور اجازت سے ہوا۔ بعد میں اس کی ضرورت ظاہر ہوگئی کہ دونوں (الحکم بدر) ہی آپ کے دو زندہ گواہ اور بازوان سلسلہ قرار پائے الحکم کو اس کے وجود سے تقویت ہوئی۔ قوم نے بتادیا کہ قوم اپنے دوسرے اخبار کی سرپرستی کو طیار ہے۔ برادرم افضل مرحوم کی وفات پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بدر کے متعلق اعلان فرمایا "خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے اس اخبار کی قسمت جاگ اٹھی کہ اسکو ایسا لائق اور صالح ایڈیٹر ہاتھ آیا خدا تعالیٰ یہ کام ان کے لئے مبارک کرے۔ اور ان کے کاروبار میں برکت ڈالے آمین ثم آمین"

حضرت مسیح موعود کی یہ دعا اپنے اندر ایک نشان رکھتی ہے۔ عزیز صادق کے ہاتھوں میں جو اس دعا کے ماتحت جو ترقی کی ہے وہ ایک روشن امر ہے۔ لیکن آج اگر اسے بند کرنیکا منصوبہ کیا جاتا تو گویا اس نشان کو مٹادیا جاوے۔

تشحیذ الاذہان وہ تو حضرت مسیح موعود کی منظوری سے آپ کے لخت جگر کی ایڈیٹری میں محض اشاعت اسلام و سلسلہ عالیہ کے لئے شائع ہوا اور اس تو ہے جو حضرت مسیح موعود کی آرزوؤں اور تمناؤں پر قربان تھی اس کو سر آنکھوں پر جگہ دی رسالہ نے نہایت مفید اور قابل قدر کام کیا۔ مگر آج جب وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا ہے اور خدا کے فضل اور تائید سے حقائق کا دریا بہا رہا ہے ایک آواز اٹھتی ہے کہ

تشحیذ کو بند کردو یہ بوجھ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح کی اجازت اور منشاء کے ماتحت نور اور الحق حضرت خلیفۃ المسیح کے عہد میں جاری ہوئے ان کے عہد خلافت کی اس نشانی کو ہم آج ہی مٹا کر نعوذ باللہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس مبارک عہد کی ترقیاں نہایت غیر مستقل اور ناپائدار ہیں۔ الحق پر سخت سے سخت ابتلا آئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان ابتلاؤں میں سے تو اسے بچایا۔ اور زندہ رکھا مگر ہم اب

گلا گھونٹ کر مارنا چاہتے ہیں

خود حضرت خلیفۃ المسیح کی رائے اور خواہش کیا ہے وہ آپ کے طرز عمل سے ظاہر ہے جب ضیاء الاسلام ایسی ہی غلطی سے بند ہوا اس کا صدمہ اب تک حضرت خلیفۃ المسیح کو ہے۔ اور آپ نے اپنی بعض تقریروں میں اسکا ذکر فرمایا۔ افضل مرحوم کی وفات پر احیاء بدر کے لئے آپ نے جو کچھ ارقام فرمایا اس میں ظاہر کیا کہ

"میرا دل گوارا نہیں کرسکتا تھا کہ قادیان سے کوئی مفید سلسلہ جاری ہو اور وہ رک جاوے البدر کا چند روزہ وقفہ رنج تھا"

وہ عارضی وقفہ بھی آپ کے لئے موجب رنج تھا تو کیا اب جبکہ ایک درخت ثمردار ہوگیا وہ پسند کریگا کہ اسکو کاٹ دیا جاوے؟ کبھی نہیں۔

الحکم کے متعلق جو تڑپ میں نے آپ میں دیکھی ہے اسکو میں خوب جانتا ہوں عہد خلافت میں جس قدر مالی مدد آپ نے الحکم کو دی ہے اس سے پہلے کبھی نہیں دی۔ مجھے علم بھی نہیں ہوا میرے بعض قرضے آپ نے ادا کردئے۔ اور ادا کرنے کے بعد مجھے اطلاع ملی۔ کوئی تحریک الحکم کی اشاعت کے لئے میں نے نہیں کی جن میں سب سے پہلے حصہ نہیں لیا۔ اور الحکم کے نقصان کے ایک حصہ کو پورا کردینے کی تسلی دی۔ بعض ایسے موقعہ پیش آئے کہ

الحکم بند نہ کرنیکا مجھ سے عہد لیا

یہ واقعات الحکم کے پڑھنے والوں سے مخفی نہیں الحق کی ضمانت کے موقعہ پر جو تعلق حضرت خلیفۃ المسیح کو تھا وہ کسی دوسرے انسان کو تو کیا خود میر قاسم کو ہوگا۔ یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ کوئی مفید کام سلسلہ میں جاری ہوکر بند نہ ہو

تشحیذ آپ کو کس قدر پیارا ہے۔ دوسروں کو علم نہیں۔ بلکہ تشحیذ تو حضرت خلیفۃ المسیح نے ہی جاری کرایا کیونکہ آپ اس کے مربی اور صدر تھے۔

غرض ان تمام حالات کو زیر نظر رکھ کر ایسی تجویز پیش کرنا نہایت کمزوری اور کم ہمتی ہے اور وہ لوگ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ان مبارک تحریکوں کو زندہ

۱؎ حضرت خلیفۃ المسیح نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد سالانہ جلسہ میں جو تقریر کی تھی اس میں فرمایا تھا "ہمارے شیخ یعقوب علی اٹھتے ہیں وہ کہتے ہیں مشینوں کے ذریعہ کام ہونا چاہئے اور مشینیں آنی چاہئیں اس کے لئے اتنے ہزار چاہئیں میں کہتا ہوں کروڑ مانگتا ہے تو یہ بھی ضروری ہے" یہ اولوالعزمی کی روح پیدا کرنیوالا انسان کیا چاہتا ہے؟ اور اخبارات کو بند کردینے والے بزرگ کیا۔

رکھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں وہ ایک لمحہ کے لئے بھی گوارا نہیں کر سکتے کہ **ایسی آواز کہیں سے** آئے۔ پس ایسی بیہودہ **تحریکوں** سے قوم کے احساس کو نقصان پہنچانا نا مناسب اور انہیں غلط راستہ پر لیجانے کی کوشش ہے۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ اس تحریک کے کچھ اور اسباب بھی ہیں۔ لیکن جس امر کو زیر نظر رکھ کر اسے پیش کیا گیا ہے وہ بھی نہایت لغو اور بیہودہ ہے۔ میں یقین نہیں کرتا کہ مجوز کے سوا کوئی اس کی تائید کرے تاہم رفع وہم اور غلط راستے سے بچانے کے لئے میں نے یہ مختصر مضمون لکھا ہے۔ میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ جب سے **حضرت خلیفۃ المسیح نے عہد لیا ہوا ہے کہ الحکم کو بند نہ کرونگا اس لئے ہمیشہ خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق کی دعا کرتا رہتا ہوں کہ میں اپنی زندگی بھر اس عہد کو نباہ سکوں وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم** پس میں تو کسی ایسی تجویز کو ذرا بھی وقعت کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہتا۔ دوسروں کو مغالطہ سے بچانے کے لئے اس قدر لکھنا پڑا۔ خدا تعالیٰ ہمارے بر خود غلط دوستوں کو سمجھ دے وہ خدا کے فضل کے متوقع رہیں۔ ترقی کو روکنا **بدفال** ہے۔ وہ خدا جو قوم میں تحریر کے مذاق کو پیدا کرتا ہے اس کے سامان بھی پیدا کریگا۔ بہرحال کوئی شخص اس قسم کی تجویز کی تائید کر کے آئندہ نسلوں کے لئے بُرا نمونہ چھوڑنے کی کوشش نہیں کریگا۔ یہ تجویز سراسر بیہودہ اور **ناقابل عمل** ہے۔

اعلان

چونکہ چٹوں کی جدید کاپیاں لکھی جانیوالی ہیں اس لئے جو احباب اپنا پتہ تبدیل کرنا چاہیں وہ اطلاع دیں۔ اور آئندہ یہ بھی تجویز ہے کہ ہر چٹ پر تاریخ خریداری اور شرح قیمت سالانہ درج کر دیجاوے تاکہ خریداران اخبار کو معلوم رہے کہ انکی قیمت کب ختم ہوگی۔ اور پچھلے بقایا سب صاف ہو جاویں۔

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بخیریت ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بدستور قرآن مجید اور بخاری کا درس دیتے ہیں۔ قرآن مجید کا درس جدید آپ نے شروع فرمایا ہے اس دفعہ جس طرز پر آپ درس دے رہے ہیں وہ اچھوتے حقائق ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں توفیق دے کہ وہ ایسے کئی درس دیں۔ اور ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ وہ اصل غرض حاصل کر سکیں جو اس سے مقصود ہے یعنی **عمل**

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت بھی بحمد اللہ بعافیت ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے لنگر خانہ کے اہتمام کا چارج لے لیا اور اس کی اصلاح کے لئے فکرمند ہیں۔

(۳) دور الضعفاء کا کام عنقریب شروع ہونیوالا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت ناصر کی خاص نصرت فرمائے

(۴) حیدرآباد دکن سے احمدی احباب کی مخلص جماعت کا ایک قافلہ یہاں آیا جن میں حضرت مولوی میر محمد سعید صاحب ڈاکٹر ظہور اللہ صاحب۔ شیخ حسن صاحب سید نعیم اللہ صاحب۔ محمد غوث صاحب گلبرگی۔ مومن حسن صاحب۔ عبد الکریم صاحب شیخ عبد الحمید صاحب و شیخ محمد یوسف عذری صاحب۔ شیخ عبد العزیز صاحب شیخ محمد بشیر صاحب شیخ محمد مرتضیٰ صاحب۔ سید حسین صاحب۔ سید پیر شاہ صاحب میر فضل احمد صاحب مولوی عبد القادر صاحب ڈاکٹر صاحب نے اپنے صاحبزادہ کو مدرسہ تعلیم الاسلام میں داخل کرایا۔ اللہ تعالیٰ اسے برکت دے۔

(۵) مدرسہ احمدیہ کے طلباء کے ہفتہ واری اجلاس نہایت کامیابی سے ہو رہے ہیں۔ گذشتہ جمعہ کو جو جلسہ ہوا اس میں میاں احمد بخش طالب علم جماعت ششم اور شیخ محمود احمد صاحب طالب علم جماعت سوم نے عمدہ تقریریں کیں۔ حیدرآبادی بزرگوں نے بھی اس موقعہ پر چندہ دیا۔ اور مدرسہ کے قیام کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض نشانات کا مظہر قرار دیا۔ مولوی محمد سعید صاحب نے اپنے بچہ کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرنیکا وعدہ فرمایا۔ حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کا بچہ سید **یوسف حسن** داخل ہوچکا ہے۔ مدرسہ احمدیہ کے بورڈنگ اور مدرسہ میں بہت تنگی ہے۔ قوم کی خاص توجہ بکار ہے۔

(۶) مولوی عالم شیخ عبد الرحمٰن صاحب نو مسلم لاہوری مدرس مدرسہ احمدیہ **مولوی فاضل** کے امتحان میں شریک ہیں احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا فرماویں۔ اور **انصار اللہ** کے جنرل سکرٹری ہیں

(۷) حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے **کانپور** میں تقسیم اقلام کرنے کے لئے ایک اعلان شائع کرنے کے لئے کانپور بھیجا ہے۔ غرض تبلیغ سلسلہ

(۸) **مدرسۃ البنات** کا چارج محترمہ بہن **سکینۃ النساء** نے لے لیا ہے اور ان کے آنے کے ساتھ لڑکیوں کی تعداد میں بہت بڑا اضافہ ہو گیا ہے۔ جس محبت اور اخلاق سے وہ لڑکیوں کو پڑھا رہی ہیں وہ قابل قدر ہے۔ ابھی مدرسہ میں کم از کم دو استانیوں کی ضرورت ہے۔

ایڈیٹر الحکم عنقریب مدرسہ کے متعلق اصلاحی سکیم پیش کرنیکا خدا کے فضل سے ارادہ رکھتا ہے میں بہن سکینۃ النساء کو مبارکباد دیتا ہوں کہ حق بحقدار رسید